احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ — اتوار ۱۲ جمادی الاول ۱۴۱۳ھ ۸ نبوت ۱۳۷۱ھش ۸ نومبر ۱۹۹۲ء — نمبر ۲۵۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے سچ کی حفاظت کریں

احمدیوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے سچ کی حفاظت کریں۔ اس پہلو سے بہت سے رخنے ہیں اور وہ بلند معیار جس کی توقع ایک احمدی سے کی جاتی ہے وہ احمدیوں میں نہیں ہے اگرچہ دوسروں کے مقابل پر بہت بہتر ہیں۔ لیکن ایک احمدی کا معیار جھوٹوں کو سامنے رکھ کر نہیں پرکھا جائے گا بلکہ وہ سچوں کے سامنے بلکہ دنیا میں سب سے سچے انسان (-) کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جائے گا۔ اس لئے سچائی کے معیار کو بلند کرنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

بنگلہ دیش کی حکومت وہ غلطیاں نہ کرے جن کے ماضی میں دردناک نتائج نکلے ہیں

جماعت احمدیہ کے خلاف بنگلہ دیش کی مہم میں حکومت کھلم کھلا ملوث ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے لندن سے مواصلاتی سیارے کے ذریعے براہ راست ٹیلی کاسٹ ہونیوالے خطبہ کا خلاصہ

ربوہ - ۸ نومبر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنگلہ دیش کے دانشوروں اور حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ جو غلطیاں ماضی میں کی گئیں اور ان کے بہت دردناک نتائج نکلے ان کا اعادہ نہ کریں۔ مذہب کے نام پر ظلم و تشدد کا سلسلہ شروع نہ کریں۔ یہ ایسی حرکت نہیں جسے خدا معاف کر دے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان خیالات کا اظہار لندن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کیا۔ یہ خطبہ حسب معمول مواصلاتی سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ نے بتایا کہ بنگلہ دیش میں ایک منظم سازش کے ذریعے جماعت احمدیہ کے خلاف ظلم و تشدد کا بازار گرم کیا جا رہا ہے۔ اس میں حکومت بھی شامل ہے اور ہمارے پاس قابل اعتماد رپورٹیں موجود ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی اور مختلف مسلم ممالک کے تعاون سے بنگلہ دیش میں احمدیوں کے خلاف مخالفت کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے چنانچہ پچھلے دنوں ڈھاکہ میں جماعت احمدیہ کی بیت الذکر پر ایک حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں بہت سے احمدی شدید زخمی ہو گئے۔ خدا کے فضل سے کوئی جان ضائع نہیں ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ایسی جانیں ضائع تو نہیں ہوا کرتیں یہ تو ہمیشہ کی زندگی پا جاتی ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان احمدیوں کو نیکیاں کمانے کی ایک اور زندگی کا دور عطا کیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے مرکز پر اس وحشیانہ حملے میں عمارتوں کو آگ لگائی گئی۔ فرنیچر کی ڈھیریاں کر کے ان کو آگ لگائی گئی۔ قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی۔ اخبارات میں جو تصاویر شائع ہوئی ہیں ان میں واضح طور پر قرآن پاک کے صفحے جلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنگلہ دیش میں ہونے والی اس کارروائی کے نتیجہ میں حکومت کا خیال تھا کہ احمدی جوابی کارروائی کریں گے۔ لیکن میں اس سلسلے میں پہلے ہی ہدایت کر چکا تھا کہ کوئی جوابی کارروائی نہیں کرنی۔ اس طرح سے یہ احمدی خالصتاً یکطرفہ ظلم کے شکار ہوئے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سارے ملک میں جہاں جہاں احمدی آباد ہیں ان پر بنگلہ دیش کے علما چڑھ دوڑے اور کہا کہ ہم ان سب کو قتل کر دیں گے ورنہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بنگلہ دیش کی سیاست زیادہ باہوش ہے اور وہاں کے دانشور عقل رکھتے ہیں۔ اس لئے سوائے ایک آدھ مذہبی لیڈر کے سب دانشوروں نے احمدیوں کی بیت الذکر پر حملے کی مذمت کی ہے۔ چنانچہ احمدیوں کی مخالفت کی وہ ہوا جو چلنے کا امکان تھا نہیں چل سکی۔ اور حکومت کو بھی ایسا موقع ہاتھ نہیں آیا کہ اشتعال انگیزی کی اس تحریک کو ہوا دے سکے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد پاکستان سے علماء بلوائے گئے مکہ معظمہ سے بھی علماء کو بلایا گیا۔ اب ایک طرف ظلم کی کارروائی ہوئی ہے اور دوسری طرف فوراً ہی علما کو بلا لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ پہلے سے تیار تھا اور حکومت اس میں کھلم کھلا شامل ہے اور اس مہم کی تان بالآخر اس پر توڑی جا رہی ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دو ورنہ خون کی نہریں بہہ جائیں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بنگلہ دیش کی جماعت احمدیہ اگرچہ چھوٹی اور کمزور جماعت ہے لیکن خدا کے فضل سے بہت بہادر جماعت ہے اور ان کے ایمان بڑے قوی ہیں۔ بنگلہ دیش کے امیر جماعت نے مجھے جو اطلاعات بھجوائی ہیں ان میں اگرچہ فکر مندی اور تشویش کا اظہار ہے اور دعاؤں کی بار بار درخواست ہے۔ مگر یہ بھی کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ بنگلہ دیش کا ہر احمدی چٹان کی طرح ثابت قدم ہے۔ جن دوستوں کو شدید زخم آئے ان میں سے ایک نے بھی اف نہیں کی۔ خدا کے فضل سے بنگلہ دیش کا کوئی احمدی پیٹھ دکھانے والا نہیں۔ ہر احمدی قربانیوں کے لئے تیار ہے اور سب اکٹھے اور یکجان ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب حالات بالارادہ سازش کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ آج صبح کی اطلاع ہے کہ علماء کا ایک اور جلوس ہم بخشی بازار روڈ ڈھاکہ پہنچا۔ جہاں جماعت کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ وہاں اب جلانے کے قابل تو کوئی چیز بچی نہیں لیکن بہت سے مخلصین وہاں پہنچے ہوئے تھے کہ ہر قربانی پیش کریں گے۔ علماء کا یہ گروہ اندر تو داخل نہیں ہوا لیکن باہر ہی شدید گند بکتے ہوئے نعرے لگاتا رہا۔ اور جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتا رہا۔ علماء کا یہ گروہ بعد ازاں اسمبلی کی طرف گیا اور اپنا مطالبہ اسمبلی کے سپیکر کو پیش کیا جسے سپیکر نے قبول کیا اور اس سے قبل بھی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر یہ مطالبہ وصول کر چکے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جتنے بھی ابتلا جماعت پر آئے ہیں اور جو بھی تکالیف پہنچی ہیں۔ ان کی وجہ سے اموال اور نفوس میں جماعت کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ چند پتے جھڑتے ہیں اور ان کی جگہ زیادہ شاداب اور نشوونما پانے والے سرسبز پتے حاصل ہوتے ہیں جو آگے بڑھنے اور پھلنے پھولنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ جماعت جب چکی میں پیسی جائے تو چھوٹی اور باریک ہو کر نہیں بلکہ بڑی ہو کر اور طاقتور ہو کر نکلتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ وہاں کیا ہو گا لیکن میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت جماعت کو ذلیل و رسوا نہیں کر سکتی۔ کوئی نیا ابتلا اسے ختم نہیں کر سکتا۔ سو سال سے یہ جو سلسلہ جاری ہے یہ اس بات کا گواہ ہے کہ کچھ

باقی ص ۸ پر

ولادت

مکرم عزیز الرحمان وقاص ایڈووکیٹ راولپنڈی کو یکم نومبر کی صبح اللہ تعالیٰ نے پہلے بیٹے سے نوازا ہے حضور انور نے ازراہ شفقت بچے کا نام دانیال احمد رکھا ہے۔ نومولود محترم مجیب الرحمان صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع راولپنڈی کا پہلا پوتا اور مکرم چوہدری منیر احمد صاحب حال دار الصدر غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب بچے کے نیک خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کی دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۸، تبلیغ ۱۳۷۱ ہش — ۸، نومبر ۱۹۹۲ء

امداد باہمی کی ضرورت

کل امداد باہمی کا دن منایا گیا۔ تاکہ لوگوں میں امداد باہمی کا جذبہ پیدا ہو اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے زندگی ڈھب سے گزاری جا سکے جس امداد باہمی کا کل پاکستان بھر میں تذکرہ ہوا وہ بیج سے بڑھ کر ایک درخت بن چکا ہے حکومتیں اپنی زیر نگرانی اس کا اہتمام کرتی ہیں۔ بڑے بڑے دفاتر کھولتی ہیں۔ بڑے بڑے افسر مقرر کرتی ہیں بڑی تگ و دو کر کے امداد باہمی کو زیر عمل لایا جاتا ہے اور بہت سے لوگ اس سے بہت سا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ہم نے کہا کہ یہ بیج سے بڑھ کر درخت بن گیا ہے۔ آئیے بیج کی طرف نگاہ ڈالیں کہ حقیقت میں یہ بیج ہی امداد باہمی کی تکمیل کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ بات رکھدی ہے کہ وہ معاشرے میں رہنا پسند کرتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر زندگی گذارنا چاہتا ہے۔ اسی میں راحت محسوس کرتا ہے اور یہی اسکی ترقی کی بنیاد ہے۔ اکیلا بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ اگر اکیلا ایک دماغ ہے تو اسے ہاتھوں اور پاؤں کی ضرورت ہے۔ اور اگر اسے جسم کا کوئی حصہ۔ ہاتھ یا پاؤں۔ سمجھ لیا جائے تو اسے دماغ کی ضرورت۔ یہ سب باتیں مل کر ہی اسے آگے لے جا سکتی ہیں۔ معاشرے میں ہوتے ہوئے اسے دکھ بھی ملتے ہیں اور سکھ بھی۔ اور دکھ اور سکھ میں اسے کسی ساتھی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ اس کا دکھ سکھ بانٹا جا سکے۔ یہی امداد باہمی کا بیج ہے۔ ایک فرد کی ضرورت سے شروع ہوتا ہے اور پھر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور سارے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ چونکہ ضروری نہیں کہ جو ضرورت مند ہے یا جسے امداد کی ضرورت ہے وہ کسی ایسے شخص کو جانتا ہو جو اسکی ضرورت کو پورا کر سکے اور اس کی امداد کے لئے ہاتھ بڑھائے اس لئے بڑے پیمانے پر ایسے دفاتر کھول دئے گئے۔ جو جانے اور انجانے لوگوں کی بعض شرائط پر مدد کر سکتے ہیں۔ اپنے آپ کو مدد کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ پھر مدد کی بعض شرائط مقرر کرتے ہیں اور جو لوگ وہ شرائط پوری کرتے ہیں وہ امداد باہمی سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

دفاتر کی اہمیت اپنی جگہ پر لیکن چونکہ یہ جذبہ فطری ہے اور قدرت کا تقاضا ہے اسلئے ہمیں انفرادی امداد پر زیادہ زور دینا چاہئے ہم میں سے ہر شخص دوسرے کی مدد کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہے اور جس طرح اور جسقدر مدد کر سکتا ہے کرے۔ یہ ہے امداد باہمی کا بیج۔

ان کے زخموں پہ رکھ دیا پھاہا
ان کی ہر چوٹ ہم نے سہلائی
ہم نے جا کر سکول کھولے تو
روشنی ان کے گھر میں در آئی

ابوالاقبال

اپنے آپ کو پہچانا تو تجھ کو بھی پہچانا ہے
ماننے والی باتوں کو کچھ دیر سے ہم نے مانا ہے

میں نے بھی کچھ شمعیں رکھدی ہیں گھر کی دیواروں پر
رات کی تاریکی میں تجھکو مجھ تک نیچے آنا ہے

یہ میرے بیکار سے لمحے کام تو آ سکتے ہیں لیکن
مجھکو اوروں کی پہچان کے سانچے میں ڈھل جانا ہے

چاروں اور نظر آتے ہیں جسکو اپنے جیسے لوگ
سچ کہتے ہیں دنیا والے یہ آئینہ خانہ ہے

ہم محفل میں انکی جانب جیسے بھی ہو دیکھیں گے
انکی آگ اگلتی آنکھوں سے دل کو گرمانا ہے

شہروں شہروں بات چلی ہے ملکوں ملکوں جائیگی
اپنی بات گرجتے بادل، چپ تو ایک بہانہ ہے

ممکن ہے یا ناممکن، یہ دعویٰ ہے دیوانوں کا
راتوں کے گھمبیر اندھیروں میں سورج چمکانا ہے

اپنی سوچ نسیم، چٹانیں بھی روئی کے گالے ہیں
انکی سوچ ہماری راہ میں اک دیوار بنانا ہے

نسیم سیفی

یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت ربوہ

حضورِ انور کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلان

مستحق یتامیٰ یا اُن کے ورثاء توجہ فرمائیں

حضور انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اُٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا اُن کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراءِ اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشاندہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا اُن کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی، دارالضیافت۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ - الثانی

علمی مسائل

حق یہ ہے کہ بعد از موت زندگی کی تعلیم یہودیوں میں پہلے سے موجود تھی اور وہ اپنے اعمال سے ڈرتے ہوئے اس زندگی کے عذاب کا خوف دل سے مٹانے کے لئے کچھ حیلے تراشتے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ بوجہ نبیوں کی اولاد ہونے کے ان کی شفاعت سے ہم عذاب اخروی سے یا تو کلی طور پر بچ جائیں گے یا بہت محدود عذاب انہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نفی فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ شفاعت گناہ پر دلیر کرنے کے لئے نہیں ہوتی۔ ایسی کوئی رعایت تم کو نہ دی جائے گی۔ پس اپنے اعمال کی اصلاح کرو اور خود ساختہ خیالات سے فریب کھا کر اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔ یہود کو شفاعت کے بارے میں غالباً اس امر سے بھی دھوکہ لگا کہ اس دنیا میں پہلے بعض الٰہی عذابوں کا ان کے متعلق فیصلہ ہوا۔ پھر نبیوں کی دعا سے وہ ٹل گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ اسی طرح آخرت میں بھی ہوگا۔ حالانکہ اس دنیا کو اگلے جہان سے کوئی نسبت نہیں۔ اس دنیا کے عذاب سے ٹلانے میں انسان کو پھر توبہ اور نیکی کا موقعہ مل سکتا ہے۔ مگر دوسری زندگی تو آخری فیصلہ کا مقام ہے۔ وہاں اس قسم کی بخشش کے معنے تو یہ بنتے ہیں کہ دنیوی زندگی کو عبث قرار دے دیا جائے۔ شفاعت کا خیال مسیحیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ اے میرے بچو۔ میں یہ باتیں تمہیں لکھتا ہوں تاکہ تم گناہ نہ کرو۔ اور اگر کوئی گناہ کرے تو یسوع مسیح جو صادق ہے باپ کے پاس ہمارا شفیع ہے اور وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ نفقط ہمارے گناہوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی (یوحنا کا پہلا خط باب ۳ آیت ۱) اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کفارہ اور شفاعت ایک چیز ہیں۔ اگر ایک چیز ہیں تو پھر ان دونوں کو الگ الگ بیان کرنے کے کیا معنی ہیں۔ جہاں تک میرا علم جاتا ہے اس بارہ میں مسیحی کتب خاموش ہیں۔ مگر کفارہ اور شفاعت کے الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے دونوں میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ کفارہ سے یہ مراد ہے کہ کسی فعل کے ذریعے سے کسی دوسرے فعل کے اثر کو مٹا دینا۔ لیکن شفاعت کسی فعل یا بدلہ پر دلالت نہیں کرتی بلکہ اس کے معنے سفارش کے ہیں اور سفارش کرنے والا گناہ گار کے فعل کا کوئی بدلہ نہ دے وہ جج یا فیصلہ کنندہ سے اپنے تعلق کو جتا کر ایک گناہگار کے لئے معافی لیتا ہے۔ میرے نزدیک مسیحیوں نے اس کو نہ سمجھ کر دونوں مطالب کو غلط کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہودی بھی اور مسیحی بھی اس غلط فہمی میں مبتلا تھے اور اب بھی ہیں کہ ان کے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ سے جو قرب حاصل ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یا تو ان کو عذاب دے گا ہی نہیں یا دے گا تو بہت ہی خفیف سا عذاب دے گا۔ اور اس خیال نے انہیں گناہوں پر دلیر کر دیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے الٰہی صداقتوں پر غور کرنے کی طرف ان کی توجہ ہٹ گئی ہے (کلام الٰہی) ان کی اس غلطی کو ان پر آشکار کر کے ان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگاتا ہے اور سچائیوں پر غور کرنے کی قابلیت کو پھر زندہ کرتا ہے۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ - الثانی

تلقین عمل

کبھی دیکھا کہ کوئی شخص استقلال اپنے اندر نہیں رکھتا تو اس کو استقلال پر لیکچر دینے کے لئے کہہ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے نفس میں شرمندگی پیدا ہوگی۔ اور وہ آئندہ کے لئے اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ یا دوسرے لوگ جن کی زبانوں میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر رکھی ہے ان سے لیکچر دلائے جائیں پس لیکچروں کے ذریعہ سے حاضری لگانے کے ذریعہ سے اپنی سوسائٹی میں بار بار ایسے ریزولیوشنز پاس کرنے کے ذریعہ سے نگرانی کے ذریعہ سے اور ایسے کام دینے کے ذریعہ سے جنہیں روزانہ حاضری کے ساتھ کرنا پڑے نوجوانوں کے اندر استقلال کا مادہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اور میں خدام کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔

میں باوجود اس کے کہ کئی خطبات پڑھ چکا ہوں ابھی تک وہ باتیں ختم نہیں ہوئیں جو خدام الاحمدیہ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں اب تک میں سات فرائض کی طرف خدام الاحمدیہ کو توجہ دلا چکا ہوں۔ اور دو باتیں ابھی رہتی ہیں۔ انہیں (اللہ نے چاہا) اگلے جمعہ میں بیان کروں گا۔ اب میں خدام الاحمدیہ سے صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ باتیں تو بہت کچھ بیان ہو چکی ہیں۔ اب انہیں کوئی عملی قدم بھی اٹھانا چاہیئے میرا خیال تھا کہ میں جلدی ہی تمام باتیں تیار کر لوں گا۔ لیکن خطبے بہت لمبے ہو گئے ہیں۔ ان خطبوں کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ بعض دفعہ پچھلی باتیں انسان بھول جاتا ہے اور جب ان کی طرف توجہ کرتا ہے تو پہلی باتیں اس کے ذہن سے اتر جاتی ہیں۔ پس اب جس قدر جلدی ہو سکے کام کو عملی رنگ میں شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ تازہ بتازہ علم انسان جلد استعمال کر لیتا ہے۔ اور جس قدر پرانا ہو جائے اتنا ہی اس پر عمل کرنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کا مددگار ہو۔ (خطبہ فرمودہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء)

شذرات

بابری مسجد

بھارتی حکومت تو بظاہر یہ کوشش کر رہی ہے کہ گفت و شنید کے ذریعے رام جنم بھومی اور بابری مسجد کا مسئلہ حل ہو سکے۔ لیکن ہندو اس بات پر زور دے رہے ہیں کم از کم بھارتیہ جنتا پارٹی کے متعدد افراد اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مندر بہر صورت بننا چاہیئے۔ حکومت کا خیال ہے کہ مسجد کے قریب مندر بن جائے۔ اور اس طرح دونوں چیزیں رہ جائیں لیکن سخت دل ہندو چاہتے ہیں کہ بابری مسجد کی جگہ پر ہی مندر بنایا جائے۔ گذشتہ دنوں لوک سبھا میں سے بھارتیہ جنتا پارٹی کے ایک لیڈر مسٹر ایل اے ایڈوانی نے اس بات پر زور دیا کہ رام جنم بھومی مندر بابری مسجد کی جگہ بننا چاہیئے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ایسا کرنے کے لئے لازمی ہوگا کہ مسجد کو گرایا جائے۔ مسٹر ایڈوانی نے ایک اخبار کو جو نئی دہلی سے شائع ہوتا ہے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ حکومت کی یہ تجویز کہ مسجد کے قریب مندر تعمیر کر دیا جائے مسئلے کا حل نہیں ہوگی اور جب تک رام جنم بھومی کی جگہ پر مسجد قائم ہے ہندو کبھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ مسٹر ایڈوانی نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اگر حکومت اپنی تجویز کا تجزیہ کرے یعنی اس بات کا کہ مندر مسجد کے قریب بن جائے تو اسے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس کی تجویز بالکل غلط ہے۔ اور ناقابل عمل ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ مندر بننے دے اس سے کیا ہو جائے گا۔ جب تک مسجد کی عمارت کھڑی ہے رام جنم بھومی کی جگہ حاصل نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ اسی جگہ پر تعمیر شدہ ہے۔ اور ایسا کرنے سے مسئلہ کو باقی رہنے دیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ بات صرف رام مندر بنانے والی نہیں ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ مسجد سے بت بھی نکال لئے جائیں اور مسجد کی عمارت مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ جسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مسٹر ایڈوانی نے یہ انٹرویو ایسے وقت میں دیا ہے جب کہ ہندوؤں کے مذہبی لیڈروں کی کانفرنس منعقد ہونے والی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت اس انٹرویو کا مطلب یہ ہے کہ ان مذہبی لیڈروں کے خیالات کو مزید سخت کر دیا جائے۔ تاکہ یہ مسلمانوں کی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہ ہوں۔ مسٹر ایڈوانی نے یہ بھی کہا کہ وہ اس یقین سے پُر ہیں کہ رام جنم بھومی کا مسئلہ مذہبی نہیں ہے بلکہ یہ ایک سیاسی مسئلہ بن گیا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اقتدار کا مرکز یہی مسئلہ بنے گا۔ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ مندر کی تعمیر جلد از جلد شروع کی جائے۔ اور ہم حکومت کی مزاحمت کے باوجود ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رفیعہ عباس

شکر کی اہمیت

اگر ہم اپنی روزمرہ زندگی پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں دوسرے کے کتنے احسان مند ہوئے ہیں۔ اور کتنی دفعہ ایک دوسرے کا شکر ادا کرتے ہیں ہم پر جب بھی کوئی مہربانی کرتا ہے یا ہمارے کسی کام آتا ہے تو ہمارے دل میں تشکر کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں شکریہ مہربانی، میں آپ کا ممنون ہوں۔ احسان مند ہوں وغیرہ وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یعنی ہم اپنے ہی جیسے دوسرے بندوں کی مہربانی کا اخلاقاً جواب دیتے ہیں اگر ہم کسی کی مہربانی کو نظر انداز کر دیں اور اُس کی مہربانی کے صلے میں کوئی اظہار نہ کریں تو اس سے نہ صرف وہ شخص ہمیں بد اخلاق کہے گا بلکہ دوسرے لوگ بھی ہمارا شمار بد اخلاقوں میں کریں گے یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اُسے جب کسی دوسرے انسان سے کوئی فائدہ یا بھلائی ملتی ہے تو اُس کا دل تشکر کے احساس سے لبریز ہو جاتا ہے۔ بچہ جب بھوک سے بلک بلک کر رو رہا ہوتا ہے تو جیسے ہی ماں اُسے دودھ دیتی ہے وہ ماں کے سینے سے چمٹ جاتا ہے اور منہ سے غوں غوں کی آوازیں نکال کر تشکر اور خوشی کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ پیٹ بھرنے پر وہ ہشاش بشاش ہو کر کھیلنے لگتا ہے۔ جب ہماری دنیاوی زندگی میں تشکر کی اتنی اہمیت ہے تو سوچیں کیا ہم یہ ساری جدوجہد صرف دنیاوی زندگی کے لئے کرتے ہیں۔ جب یہ زندگی ختم ہو جائے گی تو کیا پھر اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہو گی اگر ہو گی تو ہم اُس زندگی کے لئے اپنی روزمرہ زندگی میں کیا سامان تیار کرتے ہیں۔

بجا ہے کہ ہمیں اس دنیا سے خالی ہاتھ جانا ہے۔ مگر سوچئے کیا ہماری روح بھی خالی جائے گی۔ جسم تو مٹی میں مل کر ختم ہو جائے گا۔ اس لئے اس پر تہی دست کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔ مگر روح کو تو روز آخرت پھر قالب میں ڈھلنا ہے۔ اس وقت اُس کے پاس کیا سامان ہو گا جس سے وہ نئی زندگی شروع کر سکے گی۔ ہم اپنے ہی جیسے دوسرے انسانوں کی مہربانی کا تو احسان مانتے ہیں۔ اور شکر بھی ادا کرتے ہیں۔ لیکن جس مالک کون و مکان، خالق کائنات نے ہمیں اتنی بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہمارے لئے انوار و برکات رکھی ہیں۔ ذرہ ذرہ ہماری بھلائی اور فائدہ کے لئے کوشاں ہے۔ ہمیں اتنی صلاحیتیں دی ہیں کہ ہم آج زندگی کو تابندہ و درخشاں دیکھنے کے قابل ہو گئے ہیں تو کیا ہم اسکی نعمتوں کے عوض شکر کا حق ادا کرتے ہیں ہمیں تو قدم قدم پر خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ جس نے ہمیں اتنی بہت سی نعمتوں سے عطا کرنے کے باوجود ہم سے کچھ طلب نہیں کیا وہ تو جو کچھ بھی چاہتا ہے صرف ہماری بھلائی کے لئے چاہتا ہے وہ اگر ہمیں صدقہ و خیرات کا حکم دیتا ہے تو اسلئے کہ اس سے ہم جیسے ہی دوسرے ضرورت مند انسان فائدہ اٹھا سکیں۔ وہ اگر ہمیں عبادات کا حکم دیتا ہے صرف اسلئے کہ ہم میں نظم و ضبط پیدا ہو سکے اور انسانی معاشرہ منظم ہو۔ وہ اگر ہمیں بُرے کاموں جھوٹ بے ایمانی، زنا، چوری، قتل وغیرہ سے روکتا ہے تو صرف اسلئے کہ اس سے معاشرتی نظام میں خرابی پیدا نہ ہو۔ ایک انسان کی وجہ سے دوسرا انسان مصیبت میں مبتلا نہ ہو۔ اس میں خدا تعالٰے کی اپنی تو کوئی بھی غرض نہیں ہے۔ وہ اگر صفائی ستھرائی کا حکم دیتا ہے تو محض انسانی صحت کے لئے تاکہ اس کا بندہ ہمیشہ صحت مند و توانا رہے۔ غرض کہ اچھائی کا کوئی بھی پہلو ہو اُس میں ہمارا ہی فائدہ مضمر ہے۔ عالم انسانیت کا فائدہ بندے کا فائدہ خدا کو تو کسی بات کی حاجت نہیں ہے تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم دن رات عطائے کل کا شکر ادا کریں۔ اگر ہم چوبیس گھنٹے اُس کا شکر ادا نہیں کر سکتے تو صرف چند گھنٹے ہی اس کا شکر ادا کر دیا کریں۔ پابندی سے پانچ وقت عبادت ہی کر لیا کریں۔ کیا یہ ہمارا اخلاقی فرض نہیں ہے؟ ویسے اگر ہم چاہیں تو چوبیس گھنٹے بھی خدا کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں کسی علیحدہ اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم اپنا ہر کام اللہ تعالی کی رضا و منشا کے مطابق کریں۔ حلال روزی کمائیں۔ صدقہ و خیرات دیں۔ صبر و شکر سے رہیں۔ قناعت کریں۔ جھوٹ چوری اور دغابازی سے پرہیز کریں۔ حسن سلوک اور رواداری کو اپنائیں۔ حاکم وقت کا کہا مانیں ملک و حکومت کے وفادار رہیں تو اس سے نہ صرف ہماری معاشرتی زندگی سنور جائے گی بلکہ ساتھ ہی ساتھ مالک حقیقی کا شکر بھی ادا ہو جائے گا۔ نیز روح کی سرخروئی کا سامان بھی ہو جائے گا۔ جب انسان دوسری زندگی شروع کرے گا۔ یعنی اخروی زندگی تو وہ خدا کے سامنے تہی دست و شرمسار نہیں ہو گا۔

انسانی زندگی کی تمام تر تگ و تاز کا منتہٰی آخرت کی زندگی ہے۔ اس کے لئے روحانی زندگی کی تقویت کی ضرورت ہے اس لئے مادہ پرستی کی زندگی کے ساتھ ساتھ اگر روحانی زندگی کی تسکین کا بھی تھوڑا بہت سامان ہوتا رہے۔ تو انسان دین و دنیا دونوں میں فائدہ میں رہے گا۔ روحانی زندگی کی تسکین صرف اُسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم صدق دل کے ساتھ دن رات خدا کا شکر ادا کرتے رہیں۔ شکر سے روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ انسان میں عجز پیدا ہوتا ہے اور اُسے تکبر سے نجات ملتی ہے۔

اللہ تعالٰے کی ذات ہماری روحانی ماں کی طرح ہے جس سے چمٹ کر ہم اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔ جب ہم مصیبت میں ہوتے تو ہم خدا کو بلک بلک کر یاد کرتے ہیں۔ اور جب آرام و آسائش میں ہوتے ہیں تو یکسر بھول جاتے ہیں۔ ہم معصوم بچے کی طرح ماں سے غذا حاصل کر کے بے فکری سے کھیلنے لگتے ہیں۔ جب تک ہم بچے اور ناسمجھ ہوتے ہیں اُس وقت تک خدا تعالٰی بھی ہماری پکڑ نہیں کرتا۔ لیکن اگر باشعور ہو کر بھی انسان غفلت اور سستی میں پڑا رہے اور ناشکری کی زندگی گذارے تو وہ خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ وہ انسان ہی نہیں ہے

جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

اونچے اونچے محلوں، اطلس و کمخواب سے ہم نشاطِ ہستی کا تو سامان کر سکتے ہیں مگر یہ نشاطِ روح کا سامان نہیں ہیں۔ نشاطِ ہستی کے ساتھ ہمیں نشاطِ روح کا بھی سامان کرتے رہنا چاہیئے۔ آج ہمارا معاشرہ جس افراتفری اور بے راہ روی کا شکار ہے۔ اور ہم بہت کچھ حاصل ہونے کے باوجود بھی تہی داماں ہیں ہماری زندگیوں سے سکون محبت اخلاص اور بھائی چارہ گی جیسے عناصر یکسر مفقود ہو گئے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم خدا کا شکر ادا کرنا بھول گئے ہیں۔ ہم اپنی زندگی کے منتہٰی کو بھول گئے ہیں۔ روز آخرت کو بھول گئے ہیں۔ اگر ہم دن میں صرف ایک بار بھی اپنے انجام پر غور کریں۔ تو ہم نہ صرف اپنی زندگی بلکہ پورے معاشرہ اور ملک و قوم کی زندگی سنوار سکتے ہیں۔ خدا ہمیں اس کی توفیق عطا کرے اور ہماری زندگیوں کو شکر سے لبریز کر دے۔ ○

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

دیکھی نہ جاتی تھی اور حیران سی ہوتی ہوں کہ امی کو کیسے علم ہو گیا کہ میں حضور کا شعر ہر وقت پڑھتی رہتی تھی۔ امی کہتی ہیں۔ "تکلیف تھی تو مجھے تھی لیکن تم کو تو سامنے دیکھتی رہتی تھی" یہ کہہ کر امی نہ معلوم کیسے غائب ہو جاتی ہیں اور میں شرمندگی لئے بیدار ہو جاتی ہوں۔

آپ کو یہ سب لکھنے کی وجہ میرے درج ذیل سوالات ہیں۔

۱۔ کیا روحوں کو لواحقین کے قلبی احساسات و خیالات کا علم دیا جاتا ہے؟

۲۔ کیا روحیں اپنی کوشش سے ان کے خواب میں آ سکتی ہیں؟

۳۔ کیا روحوں کو خوابوں میں دل و دماغ پر اثر ڈالنے کی طاقت اور اجازت دی جاتی ہے؟

عام طور پر تو مرنے والے اس طرح خوابوں میں آتے ہیں جس طرح ہم زندگی میں ان سے گذر بسر کر چکے ہوتے ہیں۔ مگر مخصوص قسم کے خوابوں کی کیا حقیقت ہوتی ہے یہ جداگانہ خواب واقعی کوئی حقیقت اپنے اندر رکھتے ہیں؟ اس پر کیا موجودہ سائنس اس سلسلہ میں کچھ کہتی ہے یا خاموش اور بے علم ہے۔ براہ کرم میرے سوالات کے جواب دے کر مشکور فرما دیں۔ ○

جرمن وزیر خارجہ کا بیان

پاکستان قادیانیوں کو مذہبی آزادی اور انسانی حقوق پر توجہ دے۔

جرمن وزیر خارجہ

اسلام آباد۔ جرمنی کے وزیر خارجہ کلاس کلینکل نے گذشتہ روز پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو انسانی حقوق کے معاملہ پر توجہ دینی ہو گی۔ پاکستان کو اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیئے۔ انہوں نے قادیانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہیں پاکستان میں مذہبی آزادی دی جانی ضروری ہے۔

(روزنامہ خبریں ۲۹ اکتوبر ۹۲ء صفحہ ۱)

جرمن وزیر خارجہ نے کہا کہ (وزیر اعظم کے ساتھ) مذاکرات کے دوران انہوں نے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ "قادیانی" ان کے ملک میں اس بنیاد پر پناہ حاصل کر رہے ہیں کہ پاکستان میں انہیں مذہبی آزادی حاصل نہیں ہے۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بیگم

آپ کا خط ملا

(ہمارے نام بھی اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کے نام بھی)

۱۔ آج ۱۷؍ اگست ۱۹۹۲ء کے الفضل میں مکرم عبد الباسط صاحب شاہد کا مضمون بعنوان "ناقابلِ یقین" پڑھا جنگ کی خبر جو اس میں لگائی گئی ہے وہ واقعی ناقابلِ یقین ہے اور اتفاقات بھی اسی زمرے میں آتے ہیں مگر بعض اوقات ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ جن سے انسان ششدر رہ جاتا ہے اور خوفزدہ بھی ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں وہ اس قسم سے بیان کئے جاتے ہیں کہ عرصہ دراز سے بند کمروں سے کسی وقت آوازوں کا آنا۔ ایسی دیواروں پر کہ جہاں کسی طرف سے بھی کسی قسم کی روشنی یا سائے کا احتمال نہ ہو وہاں روشنی یا سائے نظر آنا۔ گھر کی چیزوں کا اچانک بے ترتیب ہو جانا۔ صاف ستھرے گھر میں خون کے چھینٹے نظر آنا وغیرہ وغیرہ اچھے خاصے پڑھے لکھے اور سنجیدہ و مہذب لوگوں سے ایسی باتیں سننے میں آتی ہیں تو ان واقعات کے سلسلہ میں کوئی معلومات دی جاسکتی ہیں۔؟

۲۔ کچھ عرصہ پیشتر الفضل میں مکرم رفیق خان صاحب لندن کا مضمون بعنوان "روحوں سے ملاقات" شائع ہوا تھا۔ اسے پڑھ کر میں نے محترم رفیق خانصاحب کو خط لکھا تھا مگر سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایڈریس اسلام آباد کا لکھوں یا بیت الفضل لندن کا اسلئے وہ خط میرے پاس ہی پڑا رہا کہ آج الفضل میں مکرم عبد الباسط صاحب شاہد کا مضمون نظر آیا تو میں نے سوچا کیوں نہ اب وہ خط مکرم عبد الباسط صاحب شاہد کو بھجوا کر اس سلسلہ میں مطلوبہ رہبری حاصل کروں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ میرے بیٹوں کے بچے مختلف سکولوں کالجوں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ اور کبھی کبھار وہ اس قسم کے سوالات کرتے رہتے ہیں اپنی معمولی معلومات کے مطابق جواب دیتی رہتی ہوں مگر آج کل کی نوجوان نسل با سند جواب طلب کرتی ہے۔ اسلئے وہ خط بھی آپ کو بھجوا رہی ہوں۔ اس کا جواب خواہ آپ دیں یا شاہد صاحب کو یہ خط دیکر ان سے جواب لے کر دیں۔ یا مکرم رفیق صاحب کا لندن کا ایڈریس مجھے ارسال کر دیں تاکہ میں ان کو لکھ سکوں۔ تفصیلی جواب حاصل کر سکوں اور پیشتر سوال کرنے والوں کو تسلی بخش جواب دے سکوں امید ہے کہ میری ناقص تحریر کا مطلب آپ اخذ کر لیں گے اور جواب کی زحمت گوارا فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

الفضل میں آپ کا مضمون "روحوں سے ملاقات" کے زیرِ عنوان شائع ہوا۔

انسان کی رہبری بسا اوقات قدرت بر وقت کرتی ہے۔ ہوا یہ کہ گذشتہ ماہ میری پوتی عائشہ نصیر جو کہ ایف۔ اے کی طالبہ ہے رات ۱۰ بجے میرے بستر پر آگئی اور پوچھنے لگی دادی جان لوگ روحوں کو کیسے بلاتے ہیں۔ میری کلاس فیلوز کہتی ہیں کہ ہم روحوں کو بلاتے ہیں۔ بعض اپنے نانیوں دادیوں کا حوالہ دیتی ہیں کہ وہ روحوں کو بلا کر باتیں کروا سکتی ہیں۔ کیا آپ بھی یہ کر سکتی ہیں مجھے اس کی معصومیت پر ہنسی آگئی اور میں نے اسے بتایا کہ یہ سب لغویات ہیں ایسے ہی لوگ اپنی بڑائی جتانے کے لئے ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جن میں حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ ہم بھی بچپن میں ایسے رسالے اور قصے بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے۔ اور خوب متاثر ہوتے تھے۔ بزرگ سمجھاتے تو ہم مانا نہیں کرتے تھے اور اثر اس قدر لیا ہوتا تھا کہ رات کو ڈر کر اٹھ بیٹھتے تھے اس لئے ایسی باتیں مت سنا کرو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اثر مت لیا کرو ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں میرا پوتا حامد نصیر جس کا قد اللہ کے فضل سے خوب لمبا ہے اور میڈیکل کا سٹوڈنٹ ہے اس نے سفید شلوار قمیص پہن رکھی تھی اوپر سے نیچے کسی ضرورت سے آیا اور میرے کمرے میں داخل ہوا تو عائشہ حواس باختہ ہو کر چیختی ہوئی مجھ سے لپٹ گئی۔ حامد یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ اسے کیا ہوا ہے۔ میں معاملہ کی سنگینی کو بھانپ چکی تھی۔ میں نے حامد کو بتایا کہ یہ سمجھی ہے کہ کوئی روح آگئی ہے۔ اس کا ڈر دور کرنے کے لئے ہم خوب ہنسے مگر عائشہ کی یہ کیفیت میرے لئے پریشانی کا باعث بن گئی۔ مناسب طور پر اس کو سمجھانے کی کوشش کی مگر قرائن بتا رہے تھے کہ وہ دل سے ہماری باتوں کو مان نہیں رہی چنانچہ آج بطور خاص میں نے آپ کا مضمون اسے پڑھوایا جس کا اچھا اثر محسوس ہوا۔ الفضل کی موجودہ پالیسی ایسا رنگ لئے ہوئے ہے کہ گویا ہم سب آمنے سامنے بیٹھے مختلف موضوعات پر باتیں کر رہے ہوں۔ الفضل کا یہ انداز خاصا اثر انگیز ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اس قسم کے غیر حقیقی موضوعات پر بھی وقتاً فوقتاً لکھا جائے تاکہ تعلیمی اداروں یا دیگر مجالس میں ہونے والی ایسی باتوں کا اثر ساتھ ساتھ ہی زائل ہوتا رہے۔

اب میں اس طرف آتی ہوں کہ آپ نے جو کچھ واقعات لکھے ہیں انہیں پڑھ کر مجھے اپنے دو چار واقعات یاد آگئے اور میں نے معلومات کے لئے مناسب جانا کہ آپ کو لکھوں اور صحیح علم حاصل کروں۔

میرے والد قبلہ شیخ فضل حق صاحب ہائی بلڈ پریشر اور دل کے پھیلاؤ کے مریض تھے اور اکثر صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے زیرِ علاج رہتے تھے۔ نومبر ۱۹۵۸ء کے آخری ایام میں زیادہ علیل ہو گئے علاج جاری رہا مگر ۲۷۔۲۸ نومبر کی درمیانی رات اڑھائی بجے ان کی وفات ہو گئی۔ شام کو میں ان کو مل کر آئی تھی۔ ایسی کوئی خاص بات دیکھنے میں نہ آئی تھی کہ وفات کا قرب محسوس ہوتا مگر اسی رات تین بجے مجھے دار الرحمت غربی سے دار الرحمت شرقی اباجی کی وفات کی اطلاع ملی۔ میں بچوں کو لے کر اباجی کے گھر پہنچی تو بستر پر بالکل ان کو سیدھے لیٹے ہوئے پایا۔ والدہ سے کہا کہ طبیعت اگر زیادہ خراب ہو گئی تھی تو صاحبزادہ صاحب کو اطلاع کیوں نہ دی۔ والدہ نے بتایا کہ طبیعت میں مزید کوئی خرابی نہیں ہوئی تھی بس بار بار دبانے کا کہتے تھے۔ دو بجکر ۲۵ منٹ پر تھک کر اپنے بستر پر لیٹی پلک جھپکی تو اڑھائی بجے ہو نے آکر کہا۔ امی اباجی نہیں رہے۔ میں اٹھ بیٹھی تو یہ اس طرح سیدھے لیٹے تھے جس طرح میں نے ان کا سارا جسم دبانے کے لئے سیدھا کیا تھا۔ ساتھ والے ڈاکٹر صاحب کو بلایا تو انہوں نے چیک کر کے کہا کہ وفات ہو چکی ہے۔ چونکہ شروع سے ہی اباجی کے ساتھ مجھے ذہنی اور قلبی ہم آہنگی بہت زیادہ تھی۔ اور یوں باپ بیٹی آپس میں مانوس زیادہ ہی تھے۔ تقریباً ہر روز ہی گھنٹوں ہم مختلف دینی موضوعات پر باتیں کیا کرتے تھے۔ اور اس عمل سے ایک حلاوت محسوس ہوا کرتی تھی۔ مجھے اس قدر اچانک وفات سے دھکا سا لگا۔ اور ایک تجسس سا رہنے لگا کہ آخری لمحات میں شائد کسی کو بلایا ہو شائد کوئی الفاظ کہے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ پانی یا دوائی مانگی ہو مگر جواب نفی میں ملتا۔ میں صبح و شام مزار پر جاتی دعا کرتی مگر قلبی اذیت کم نہ ہوتی۔ دس دن گذر گئے میں نے خواب میں دیکھا کہ اباجی ایک پلنگ پر خوش و خرم بیٹھے ہیں میں لپک کر ان کے پاس جاتی ہوں اور پوچھتی ہوں۔ "اباجی آپ نے پانی مانگا تھا" جواب میں "نہیں" کہتے ہیں۔ پھر میں پوچھتی ہوں کہ "کسی کو آواز دی تھی" فرماتے ہیں "نہیں"۔ میں سہ بار کہتی ہوں پھر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا تو مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہیں۔ اور جواب دیتے ہیں۔ "ہم تو سوئے سوئے ہی اللہ میاں کے حضور حاضر ہو گئے"۔ میں پوچھتی ہوں "اس وقت کیا ہوا تھا" میری طرف دیکھ کر کہتے ہیں "پتہ ہی نہیں لگا ایک لطیف سی ہلکی پھلکی پرواز" لطیف لفظ کو لمبا کر کے بولتے ہیں اور پھر نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ میں بیدار ہو جاتی ہوں تو میری کرب کی کیفیت سکون میں بدلی ہوئی لگتی ہے۔ اس کے بعد پھر نہ تجسس رہا اور نہ کرب۔

میں ستمبر ۱۹۶۲ء میں شوہر کی تبدیلی کی وجہ سے ربوہ سے لاہور منتقل ہو گئی۔ میری والدہ دو سال سے گلے کے کینسر میں مبتلا تھیں بچوں کے سکول داخلوں کی وجہ سے میں چند روز کیلئے لاہور آگئی۔ مگر جب ربوہ میں تھی تو ان کی تکلیف کی وجہ سے حضرت امام جماعت الثانی کا یہ شعر زیرِ لب رکھنے لگی۔

؎ اک طرف تقدیرِ مبرم اک طرف زورِ دعا
فضل کا پلڑا جھکا دے اے میرے قادر خدا

مگر ایک بار بھی میں نے نہ امی کے سامنے اور نہ گھر کے دوسرے افراد کے سامنے یہ شعر اونچی آواز میں پڑھا تھا۔ ہاں آنسوؤں کے ساتھ ہر وقت زیرِ لب پڑھتی رہتی تھی۔ والدہ کی وفات سے چار روز قبل با امر مجبوری میں بچوں کو داخلے کروانے لاہور آئی تھی کہ ان کی وفات ہو گئی اور جس رنگ میں خدا نے چاہا فضل کا پلڑا جھک گیا۔ میں لاہور سے ربوہ گئی بچے لاہور میں تھے میرے شوہر بھی ربوہ آگئے یہ تو تین دن بعد واپس لاہور چلے گئے۔ مگر میں دس دن ربوہ رہی۔ اور آخر طبیعت پر بوجھ لئے گیارہویں دن لاہور آگئی۔ ایک روز میں نے خواب دیکھا کہ میری امی آئی ہوئی ہیں اور فرش پر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہیں دوپٹہ خوب پھیلا کر اوڑھ رکھا ہے میں اچانک ان کو دیکھ کر لپکتی ہوں اور کہتی ہوں "امی اب آپ کو نہیں جانے دوں گی"۔ وہ جواب دیتی ہیں "اب کیوں اس وقت تو دعائیں مانگتی تھی" میں ایک پڑی اور نادم سی ہو کر ان کو کہتی ہوں۔ امی آپ کی تکلیف مجھ سے

باقی ص۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں ـــ محمود مجیب اصغر

محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ

ہمارے والد میاں فضل الرحمٰن صاحب بسمل کی ایک چچی تھیں۔ جن کا نام "حلیمہ بی بی" تھا انہیں سارے ہی لوگ دادی حلیمہ کہکر پکارتے تھے۔ ان کا انتقال ۵ر اکتوبر ۹۲ء کو مغرب کے بعد ہوا اور ۶ر اکتوبر کو ان کی تجہیز و تکفین ہوئی۔ موصوفہ نے نوّے سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ خاکسار کے دادا میاں عبدالرحمٰن کو قادیان جاکر حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ پر ۱۸۹۸ء میں بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ ان کا حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب سے خاص تعلق تھا۔ اور انہوں نے حضرت امام (اوّل) کی ایک بھتیجی کے ساتھ بچپن میں دودھ بھی پیا ہوا تھا۔ اسلئے ان کا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ کی غلامی میں داخل ہونا حضرت امام (اوّل) کا ہی مرہون منت ہے۔

حضرت دادا جان کے سلسلہ میں داخل ہونے کا ایک ماہ کا وقفہ ہے۔ خاکسار کے پڑدادا جان کا نام میاں اللہ دین صاحب تھا۔ باپ بیٹا کچھ عرصہ قادیان رہ کر اکٹھے واپس بھیرہ کو لوٹے اور بھیرہ سے اپنے سارے خاندان کی بیعت کا خط حضرت اقدس کو لکھا۔ حضور نے ازراہ شفقت سب کی بیعت منظور فرمالی۔

خاکسار کے دادا اپنے چھ بھائیوں کے سب سے بڑے بھائی تھے۔ ان کے بعد جو بھائی تھے ان کا نام ماسٹر نور الٰہی تھا۔ محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ جن کی ۵ر اکتوبر کو وفات ہوئی ہے۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب کی بیوہ تھیں ماسٹر نور الٰہی صاحب کا انتقال حضرت امام جماعت الثانی کے دور میں ۱۹۳۳ء میں ہوا۔ اور اس طرح دادی حلیمہ نے ایک لمبا عرصہ ان کے بعد اس دار فانی میں گذارا۔ ان کی زندگی صبر و ثبات اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے والی زندگی تھی۔ ان کے دو معذور بیٹے تھے۔ جنکی سال ہا سال تک انہوں نے اپنے ہاتھوں سے خدمت کی۔ ایک بیٹی ان کی صاحب اولاد تھیں۔ وہ بھی ۱۹۶۱ء میں وفات پاگئیں اس طرح خاوند اور اولاد کے بغیر ایک لمبا عرصہ صبر اور ایثار کے ساتھ انہوں نے گذارا اور کبھی زبان پر شکوہ نہ لائیں۔

تقریباً پونے دو سال قبل وہ بھیرہ میں سخت بیمار ہوگئیں۔ ان کا پیغام پہنچنے پر والد صاحب نے انہیں اپنے پاس بلوالیا۔ جلد ہی وہ صحت یاب ہوگئیں اور ہمارے اصرار پر انہوں نے بقیہ زندگی یہیں ہمارے ہاں گذارنے پر رضامندی کا اظہار فرمایا۔ خاکسار کی والدہ صاحبہ کا تقریباً پونے تین سال قبل انتقال ہوا تھا۔ دادی حلیمہ کا ان کی وفات کے بعد ہمارے گھر رہنا گویا ہماری والدہ کے تعزیت کے طور پر تھا اور اُن کے ہونے سے والدہ صاحبہ کی جدائی کا غم ہلکا ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم سب کو اور بالخصوص خاکسار کی ایک بہن کو ان کی بہت خدمت کا موقع ملا اور انہوں نے بھی بھرپور دعائیں دیں اور اپنی اس خدمت پر ہمیشہ خوشی اور ممنونیت کا اظہار کیا۔

ان کی صحت اب بالکل ٹھیک تھی ۵ر اکتوبر ۹۲ء کو شام کے قریب صحن سے برآمدے میں آکر خاموشی سے لیٹ گئیں کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا تھوڑی دیر بعد بلانے پر ان کی طرف سے جواب نہ آیا جب آکر دیکھا تو وہ راہی ملک بقا ہوچکی تھیں۔ (ہم سب اللہ کے ہی ہیں اور ہم سب نے اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔)

آپ بہت دعاگو اور نیک خاتون تھیں والد صاحب بتاتے ہیں کہ اپنی جوانی میں انہوں نے حضرت امام جماعت کی کسی مالی تحریک پر اپنا سونے کا زیور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ہر ایک کی خیر خواہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری عمر کمی نہیں آنے دی۔

وفات سے قبل انہوں نے اپنی کچھ پونجی اپنے ایک بھتیجے ناصر احمد بنک مینیجر کے پاس رکھوائی ہوئی تھی اور یہ وصیت کی ہوئی تھی کہ ان کی وفات پر جو بھی بچے وہ "بیت" بھیرہ کے نام دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جو محدود رقم انہوں نے یہاں چھوڑی وہ تحریک جدید میں ادا کر دی گئی اور جو کپڑوں کا ٹرنک ہمارے ہاں چھوڑا وہ ان کی نواسی کو پہنچا دیا گیا۔

احباب کرام سے ان کے بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ○

چوہدری کلیم احمد لقمان ـــ

محترم چوہدری عبدالسلام صاحب ڈگری گھمناں

میرے دادا جان عبدالسلام صاحب جماعت احمدیہ کے ایک ممتاز عالم اور بزرگ شخصیت تھے۔ آپ بڑے متدین اور بلند اخلاق اور خوش گفتار انسان تھے۔ طبیعت میں سادگی درویش منش اور منکسر المزاج مرنجاں مرنج وجود مگر اس کے ساتھ ہی خوش لباس اور سفید پوش جبہ و دستار ایک خاص امتیاز کے حامل تھے۔

آپ قادیان کے قریب ایک گاؤں بگول (ہندوستان) میں ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد کے ساتھ کھیتی باڑی شروع کی۔ آپ کے والد ماجد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق تھے۔ والد کی وفات کے بعد آپ جماعت کے صدر منتخب ہوئے ۱۹۴۷ء میں آپ کے سارے گاؤں نے (-) کر کے سیالکوٹ کے قریب ڈگری گھمناں میں رہائش اختیار کی ادھر بھی جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حلقہ امارت ڈگری گھمناں کے امیر بھی رہے۔

حضور کی ہر تحریک پر لبیک کہتے بلکہ جماعت کو بھی عمل کرنے کی تلقین کرتے۔ بیت الحمد جاتے ہوئے راستے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اشعار خوش الحانی سے پڑھتے جاتے آواز سے بچے، جوان، عورتیں سب اُٹھ جاتے کہ بابا جی اب چلے گئے ہم بھی جاتے ہیں۔

پہلے غریبی کی حالت میں گاؤں میں بیت الحمد بنائی جو اب تعداد کے لحاظ سے تھوڑی ہو گئی تھی نئی کی تعمیر پر بڑا زور دیتے اور اسی سلسلہ میں نئی بیت الحمد کے کاغذات بنوا کر مرکز میں آتے جنوری ۱۹۹۱ء کو ربوہ آئے۔ پندرہ دن مرکز میں رہ کر واپس گاؤں چلے گئے۔ آتے ہی یرقان نے آن گھیرا جس کی وجہ سے صحت دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی علاج کروانے کے باوجود صحت نہ ہوئی۔ کہتے مجھے ہسپتال ربوہ لے چلو ۲۳ر مارچ ۱۹۹۱ء کو ربوہ لے آئے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل کروا دیئے گئے کافی علاج معالجہ کے بعد ۴ر اپریل ۱۹۹۱ء بوقت رات ۱۲ر بج کر بیس منٹ پر خالق حقیقی کو جاملے۔ ۵ر اپریل کو بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔

ایسے وجود بہت کم آتے ہیں جن کی زندگی ایک طوفان ہوتی ہے۔ آج وہ خوش گفتار اور خوش اطوار سادہ طبیعت مگر خوش پوش وجود ہم سے جدا ہے مگر ان کی یادوں کے ان مٹ نقوش ہمارے دلوں پر ثبت ہیں روح ان کے واقعات اور یادوں کے ذکر سے ایک گونہ مسرت اور تسکین پاتی ہے۔ ایک صاف شفاف کردار کے درویش صفت دلکش شخصیت اور بلند عزم و ہمت کے حامل نافع الناس وجود تھے۔ آپ کا ورثہ نیک اور خادم دین اولاد ہے۔ ○

صداقت منور ـــ

محترمہ بشریٰ امانت صاحبہ

میری پیاری خالہ بشریٰ امانت ایچی سن کالج لاہور میں رہتی تھیں۔ وہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئیں لیکن شادی کے بعد لاہور آگئیں خالو جان کالج میں اکاؤنٹینٹ ہیں۔

خالہ اپنے بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ ان کے بھائی اور ایک بہن سیالکوٹ میں رہتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک بہن رفاقت بیگم کراچی میں رہتی ہیں ان کے بھائی محمد طفیل بٹ صاحب نے جماعت کے لئے بہت کام کیا۔

میری خالہ کے پانچ بچے ہیں جن میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کی دونوں بیٹیاں کینیڈا میں رہتی ہیں۔ ان کا بڑا بیٹا ابوظہبی میں رہتا ہے۔ جب کہ دوسرا بیٹا میڈیکل کے آخری سال میں ہے۔ ان کا سب سے چھوٹا بیٹا بی کام کر رہا ہے۔

جو بیس ستمبر کو ان کو اچانک سانس کی تکلیف ہوئی جسکی وجہ سے انہیں ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ ایک رات ہسپتال میں رہنے کے بعد دوسری رات ساڑھے دس بجے کے قریب وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ وہ بہت مہمان نواز۔ ہمدرد۔ مخلص اور سخی تھیں۔ ہر کسی کی خدمت کرنا ان کا شعار تھا۔ اپنی بھانجیوں سے بہت پیار کرتی تھیں۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے وہ اپنے تمام رشتہ داروں کو مختلف شہروں میں ملنے گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے اہل خانہ کو اور ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ ○

بقیہ صفحہ ۳ سے آگے

میں نے اس مسئلے کی طرف توجہ دینے کو کہا ہے۔

(روزنامہ پاکستان ۲۹ اکتوبر ۹۲ء ص۷ کالم نمبر۴)

"ہماری جماعت کے دوستوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کے وجود سے سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ سلسلہ تم سے سارا مال نہیں مانگتا۔ لیکن تم سے یہ خواہش ضرور کرتا ہے کہ تم اپنے مالوں اور پیشوں میں ایسے طور پر ترقی کرو کہ اس سے سلسلے کو فائدہ پہنچے۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ ص۱ سے آگے

بھی ہو اس کے نتیجے کے بارے میں ذرّہ سا بھی شک نہیں کیا جا سکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ابھی کینیڈا میں جس بیت الذکر کا افتتاح عمل میں آیا ہے غیروں نے بھی اس کے نظارے دیکھے ہیں۔ پاکستان سے ایک احمدی صحافی کا خط مجھے ملا ہے۔ جنہوں نے لکھا ہے کہ یہ تقریب دیکھنے کے بعد مذہبی امور پر لکھنے والے ایک نامور صحافی ان کے پاس آئے۔ سر نیچے کیا ہوا اور کہنے لگے کہ کینیڈا کی بیت الذکر کی رسم افتتاح کی تقریب دیکھنے کے بعد ساری رات میں یہ سوچ کر پچھتاتا رہا کہ ہم اس جماعت کے ساتھ کیا کرتے رہے ہیں اور جماعت کو کتنی زبردست ترقی نصیب ہو رہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے یاد دلایا کہ اس سے پہلے بھی میں نے ایک اخبار کی تحریر سنائی تھی اب وہ وقت آچکا ہے کہ شدید ترین مخالف بھی یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ مخالفت کی شدید ترین کارروائیاں بھی اس جماعت کی ترقی کو روکنے میں ناکام رہی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اصل طاقت عطا کرتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو ان کو نظر نہیں آرہی۔ خدا تعالیٰ کی طاقت ہمارے ساتھ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ان باتوں کا اطلاق ہماری مخالفت کرنے والوں کی بھاری اکثریت پر نہیں ہوتا۔ یہ وہ ہیں جو اصل بات نہیں جانتے۔ دو چار بد قسمت ایسے ہیں جو شر پھیلاتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ غلط صلاحیتوں کے استعمال سے قوموں کا حال بد سے بدتر ہوتا چلا جارہا ہے میں بنگلہ دیش والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر ان میں یہ طاقت نہیں کہ مذاہب کی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو یہ لوگ یہ تو کر سکتے ہیں کہ مذہب کی حاضرہ تاریخ پر ایک نظر ڈال لیں۔ جماعت احمدیہ کی سو سال کی تاریخ کو سامنے رکھ لیں۔ آج کی زندہ تاریخ ان امور کو کھول کر بیان کر رہی ہے کہ ظلم و ستم سے کبھی بھی اس جماعت کو ختم نہیں کیا جا سکا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا بنگلہ دیش کی موجودہ وزیر اعظم اگر اس میں ملوث ہیں اور خوامخواہ بتاتے ہیں کہ یہ بات درست ہے تو وہ یہ بات دیکھیں کہ اس سے پہلے ایسا کرنے والوں نے اہل سیاست کے ساتھ کیا کیا ہے۔ یہ جو سروں پر روحانی سہرا باندھنے کی باتیں کرتے ہیں کیا موجودہ وزیر اعظم نہیں جانتیں کہ سہرے والے یہ ہاتھ پھانسی کا پھندا بھی بن جایا کرتے ہیں

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب بھی وقت ہے کہ توبہ اور استغفار سے کام لیا جائے تاکہ اس انجام کو نہ پہنچیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے متنبہ فرمایا کہ غلط فیصلوں کے نتیجے میں قوم پیسی جاتی ہے۔ قوم کے سربراہ جو غلط فیصلے کرتے ہیں وہ ساری قوم کو عذاب میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ وہ منطقی نتائج ہیں جو ان باتوں سے حاصل ہوتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم محترمہ اور بنگلہ دیش کے دانشور صاحبان ان جہالتوں کا اعادہ نہ کریں کہ وہ ایسی ظلمات بنکر گھیر لیں گی کہ ساری قوم اس کا دکھ اٹھائے گی۔ بنگلہ دیش کی نازک اقتصادی حالت کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس ملک کی حالت پہلے ہی دگرگوں ہے۔ غربت اتنی ہے۔ کم ہی کسی ملک میں اتنی غربت ہوگی۔ آبادی کی اکثریت کے پاس پہننے کو کپڑے بھی نہیں بھاری تعداد ایسی ہے جو صرف ایک کپڑے میں گذارہ کرتی ہے۔ ایک وقت کھانے کو مل جائے تو بڑی غنیمت سمجھتے ہیں اس پر اگر خدا کا غضب بھی سہیڑ لیں اور خدا کو ناراض کرنے والے کام کرتے رہیں تو اس سے بڑی جہالت اور کیا ہوگی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج بوسنیا کی سرزمین شہادت کے لئے بلا رہی ہے۔ جن ممالک میں اسلامی حکومتیں ہیں وہ جہاد کا اعلان کر سکتی ہیں۔ وہ واقعۃً صاحب اختیار ہیں۔ ترکی اور پاکستان کی حکومتیں ایسا کر سکتی ہیں۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی ایسا ہوگا۔ احمدی افراد اس میں حصہ لینے کے لئے پیش پیش ہونگے چاہیئے تو یہ ہے کہ علماء کو بوسنیا بھجوا دیا جائے تاکہ جام شہادت نوش کرنے کی ان کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔ ہندوستان میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں پر علماء کو بھجوایا جائے۔ کشمیر کی کنٹرول لائن عبور کرنے سے کیوں روکتے ہیں علماء کو وہاں بھجوایا جائے۔ بلکہ ان کو آگے آگے رکھا جائے۔ خود بنگلہ دیش میں بھی یہی حال ہے۔ برما سے ہزاروں مہاجرین آئے ہوئے ہیں۔ وہاں کے فرنٹ پر علماء کو بھجوا دیا جائے۔

حضور ایدہ اللہ نے بنگلہ دیش کے رہنماؤں کو متنبہ کیا کہ ایسی باتوں کو خدا معاف نہیں کیا کرتا۔ اس کے بدلے میں ایسی سزائیں ملا کرتی ہیں کہ پوری قوم قعر مذلت میں گر جاتی ہے۔ اور اس جگہ قوموں کو جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ لیکن واپس آتے کسی نے نہیں دیکھا۔ کسی سیاستدان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے مذہب کا فیصلہ کرے یا یہ فیصلہ کرے کہ کسی کو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا حق ہے یا نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ جو دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ خون کی ندیاں بہیں گی۔ تو اسکی ذمہ دار حکومت ہوگی۔ یہ خون ایک بنگالی کا خون ہوگا۔ اور حکومت اور سیاستدان اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ خون کسی ہندو یا مسلمان کا خون نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ بنگالی کا خون ہوگا۔ اور اس کا ایک ایک قطرہ جواب دہی کی ذمہ داری عائد کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ کا خطبہ پاکستان کے وقت کے مطابق ۶ بجکر ۳۸ منٹ پر شروع ہوا اور سات بجکر ۳۸ منٹ پر ابھی خطبہ کا آخری حصہ جاری تھا کہ مواصلاتی سیارے کا وقت ختم ہوگیا۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۶۲۷ میں

مبارک احمد صابر ولد شریف احمد قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مالو کے تتلے ضلع نارووال حال کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۵-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۹۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مبارک احمد صابر آٹو کوک ایجنٹ ٹیکسٹائل انڈسٹری U.A منگھوپیر روڈ سائٹ ایریا کراچی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد ظفر اللہ وصیت نمبر ۲۴۰۳۹۔ گواہ شد نمبر ۲۔ منور احمد ونیس وصیت نمبر ۲۵۲۸۲۔

مسل نمبر ۲۸۶۲۸ میں

زاہد محمود ولد بشارت احمد قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۵-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ /۱۲۸۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ زاہد محمود مکان نمبر ۱۷۱ داتا نگر سیکٹر A-8 اورنگی ٹاؤن کراچی گواہ شد نمبر ۱۔ منور احمد ونیس وصیت نمبر ۲۵۲۸۲۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد ظفر اللہ وصیت نمبر ۲۴۰۳۹۔

یقینی اور قطعی علم تو خدا کو ہے۔ کہ تمہارا مستقبل اچھا ہوگا یا بُرا۔ راحت والا ہوگا کہ دکھ اور تکلیف والا۔ مگر ایک حد تک مستقبل کا اندازہ انسان کے گذشتہ اعمال سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اگر اس نے لنگڑے یا خاص الخاص یا ثمر بہشت کا درخت لگایا ہے تو اس سے لنگڑے یا خاص الخاص یا ثمر بہشت ہی پیدا ہوں گے۔ انگور یا سیب پیدا نہیں ہوں گے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۸ نومبر۔ موسمی کیفیت اعتدال پر ہے۔ صبح اور رات کے وقت سردی ہو جاتی ہے۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ اگر عوامی مسائل شدت اختیار کر گئے ہیں تو یہ سوال عوامی نمائندوں سے پوچھا جائے اگر لوگ ان سے مطمئن نہیں تو انہیں واپس بلا لیں۔ اگر لوگوں کے پاس بلانے کی طاقت نہیں تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ تمام پاکستانی شہریوں کے نئے شناختی کارڈ بنانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ نئے کمپیوٹر اسلام آباد میں نصب کر دیئے گئے ہیں۔ نئے کمپیوٹرائزڈ کارڈ پر فیس وصول کی جائے گی۔ کارڈوں کے اجراء کا کام پانچ سال میں مکمل ہوگا اور شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم نہیں کیا جائے گا۔

○ اقلیتی امور کے وزیر مملکت پیٹر جان سہوترا نے کہا ہے کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کے اندراج کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے باقاعدہ فیصلہ کر لیا تو اقلیتیں طاقت کا مظاہرہ کریں گی۔

○ وزیر اعظم نے لاہور کے مختلف علاقوں کا اچانک دورہ کرتے ہوئے کہا کہ لاہور میں جمعہ بازاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ تجاوزات ۲۴ گھنٹوں میں ہٹا دی جائیں اس سلسلے میں گورنر پنجاب کو پہلے ہی اس کام کا انچارج مقرر کیا جا چکا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ اسمبلی کی طرح قومی اسمبلی بھی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو مسترد کر دے گی اور اگر ایسا نہ بھی ہوا عوام خود اس کی مخالفت کریں گے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سندھ کی صورتحال کوئی خاص بہتر نہیں ہوئی۔ فوج ان حالات میں چھ ماہ تو کیا چھ سال بھی سندھ میں رہے تو مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ کے سابق مشیر اور ایم کیو ایم کے ممبر مشتاق سہگل ان کی گلوکارہ بیوی شہناز سہگل اور دونوں بیٹے جو بدھ کی شام سندھ ہائی کورٹ سے ضمانت پر رہا ہوئے تھے غائب ہو گئے ہیں۔ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ان کی دوبارہ گرفتاری کی تردید کی ہے۔

○ اقتصادی امور کے وزیر مملکت سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام غیر متوازن ہے۔ سینٹ اور قومی اسمبلی کے اختیارات میں توازن نہیں ہے ضرورت ہے کہ سینٹ براہِ راست منتخب ہو جس کے ذریعے صدر کا انتخاب کیا جائے۔ اصل مسئلہ صوبائی خود مختاری ہے۔

○ محترمہ بینظیر بھٹو نے سندھ اسمبلی کے ارکان کو شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے خلاف متفقہ قرارداد کی منظوری پر مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم نے کہا تھا کہ پاکستان میں بسنے والا ہر شہری پاکستانی ہے اور اسے برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ سندھ اسمبلی نے دراصل قائدِ اعظم کے فرمودات کی ترجمانی کی ہے۔

○ بی بی سی کے مطابق قومی شناختی کارڈوں کی چھپائی روک دی گئی ہے اور متعلقہ حکام کارڈ میں مذہب کے خانے سے متعلق حکومت کی باقاعدہ ہدایت کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس خانے کے بغیر دس لاکھ کارڈ سٹاک میں موجود ہیں اگر حکومت نے اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنا دیا تو یہ تمام کارڈ ضائع کر کے نئے چھاپے جائیں گے۔

○ بی بی سی نے بتایا ہے کہ توہین رسالت کے الزام میں سزائے موت پانے والے عیسائی گل مسیح نے اپیل دائر کر دی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں نے یہ باتیں نہیں کہیں الزام سیاسی انتقام کی خاطر لگایا گیا ہے۔

○ جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت کا اپنی مدت پوری کرنا اچھا شگون ثابت نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا مذہب کا خانہ صرف قادیانیوں کے لئے ہے۔ کسی دوسرے کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ قبلہ اوّل کے امام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ صحیفہ آسمانی نہیں ہیں۔

○ امور خارجہ کے وزیرِ مملکت صدیق خان کانجو نے کہا ہے کہ پاکستان خلیجی ریاستوں کے سرحدی جھگڑے حل کرنے کے لئے مدد دینے کو تیار ہے بشرطیکہ پاکستان سے ایسا کرنے کو کہا جائے۔ خلیج میں سلامتی کے لئے ہر قسم کے اقدامات کی حمایت کی جائے گی۔

○ عالمی بینک کے صدر نے ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے حکومتِ پاکستان کی جانب سے کی جانے والی اقتصادی اصلاحات کو بے حد سراہا ہے۔ انہوں نے کہا پرائیویٹائزیشن کا عمل پاکستان میں نہایت کامیابی سے جاری ہے۔

○ محترمہ بے نظیر نے کہا ہے کہ احتجاج ہمارا جمہوری حق ہے۔ پیپلز پارٹی ظلم اور زیادتی کے باوجود اس سے کبھی دستبردار نہیں ہوگی۔

○ پیپلز پارٹی کے راہنما ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ اپوزیشن کی تحریک سے حالات خراب ہوں گے۔ انتشار بڑھے گا لیکن مارشل لاء نہیں آئے گا۔

○ فنکشنل مسلم لیگ کے راہنما پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ حکومت کے برے دن آ گئے ہیں اور توقع سے پہلے ہی نجات مل جائے گی۔ غریبوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔

○ نیشنل پیپلز پارٹی کے سربراہ غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ وہ حکومت کی تبدیلی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ نہ ولی ہیں نہ پامسٹ۔ انہوں نے کہا کہ پی۔ ڈی اے اور این ڈی اے کا ایک ہی راستہ ہے۔

○ پاکستان ٹیلی کمیونی کیشن کارپوریشن نے پاکستان اور قازقستان کے درمیان ٹیلی فون کی براہ راست سروس شروع کر دی ہے۔ پی ٹی سی کے ذرائع کے مطابق جو لوگ آئی۔ ایس۔ ڈی انٹرنیشنل ٹیلیفون کنکشن رکھتے ہیں قازقستان میں کسی جگہ بھی براہ راست فون کر سکیں گے۔

○ بنگلہ دیش میں بندرگاہ چٹاگانگ کے قریب بنیاد پرستوں اور اپوزیشن کارکنوں میں جھڑپیں ہوئیں جن میں ۵۰ افراد زخمی ہو گئے۔

اعلان تعطیل

مورخہ ۹ نومبر ۱۹۹۲ء بروز سوموار دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی۔ لہٰذا اس روز پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں

(مینیجر)

پتہ

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعے کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

۱۰۔ بلال مارکیٹ (اقصیٰ روڈ) نزد ریلوے کراسنگ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ - آفس: ۵۲۱

خالص اور تازہ فل کریم
دودھ (چھ روپے فی کلو)
چوہدری سپر سٹور
یونیورسٹی روڈ۔ دار العلوم غربی۔ ربوہ

حبوب مفید اٹھرا ۱۵ گرام -/۱۶، ۶۰ گرام -/۴۸ | اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) -/۱۵۰ روپے | زدجام عشق خاص -/۴۸۰ روپے | روشن کاجل -/۵ روپے | تریاق معدہ -/۱۰ روپے، -/۲۰ روپے

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ